OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

تفسیرِ قرآن میں عقلیت پسندی کا ارتقاء: جے۔ایم۔ایس۔ بلجون کی تحقیقات کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ

The Evolution of Rationalism in Qur'anic Interpretation: A Critical Study of J. M. S. Baljon's Scholarly Contributions

Muhammad Hassan
Administrative Supervisor, Abdul Majeed Poly Clinic, Karim Park, Lahore
Email: syedhassanmian@gmail.com

Abstract

This study offers a critical and analytical examination of the scholarly contributions of J. M. S. Baljon to the study of Qur'anic interpretation, with particular emphasis on the emergence and development of rationalist trends in modern Muslim thought. Through an in-depth analysis of Baljon's major works—especially *Religion and Thought of Shah Wali Allah Dihlawi* and *Modern Muslim Koran Interpretation (1880–1960)*—the paper explores how Qur'anic exegesis evolved in response to intellectual, scientific, and socio-political challenges of the modern era.

The study highlights Baljon's methodological approach, including his extensive use of primary sources, historical contextualization, and comparative engagement with both classical Islamic scholarship and modern Western academic frameworks. Special attention is given to his analysis of influential Muslim thinkers such as Shah Wali Allah Dihlawi and Sir Sayyid Ahmad Khan, whose efforts to harmonize reason and revelation played a pivotal role in shaping modern Qur'anic hermeneutics. While acknowledging the strengths of Baljon's research—its academic rigor, breadth, and critical insight—the study also identifies certain limitations, particularly his limited engagement with the political and economic dimensions of Islamic thought. The paper concludes that Baljon's work remains a foundational reference for

CC BY

understanding the intellectual transition from traditional exegetical models to rational and reformist interpretations of the Qur'an, and continues to hold significant relevance for contemporary scholarship in Islamic studies.

Keywords: Qur'anic Interpretation, Rationalism in Islam, J. M. S. Baljon, Modern Muslim Thought, Islamic Hermeneutics, Shah Wali Allah Dihlawi, Sir Sayyid Ahmad Khan

تمہید

جے ایم ایس بلجون J. M. S. (1917–2001) نے اپنی کتاب "Religion and Thought of Shah Wali Allah Dihlawi"

میں شاہ ولی اللہ دہلوی کے افکار کو سولہویں صدی کے ہندوستانی اسلامی تناظر میں پرکھا ہے۔ کتاب کا اصل ایڈیشن 1986ء میں Brill Academic Publishers سے شائع ہوا، جبکہ 2012ء میں اسے Krijn Peter Hesselink اور Katinka Hesselink نے نظر ثانی شدہ ای بُک کے طور پر مفت دستیاب کرایا۔

جے ایم ایس بلجون نے شاہ ولی اللہ کی تقریباً تمام تصانیف کو براہ راست مصادر کے طور پر استعمال کیا ہے، جن میں "حجۃ اللہ البالغہ"، "الفوز الکبیر"، "التفہیمات الالہیۃ"، اور "انفاس العارفین" شامل ہیں۔ نیز، جے ایم ایس بلجون نے شاہ ولی اللہ کے افکار کا تقابلی جائزہ ابن عربی، شیخ احمد سرہندی، اور امام غزالی جیسی شخصیات کے حوالے سے پیش کیا ہے۔

کتاب کا خاکہ اور موضوعاتی تجزیہ:

جے ایم ایس بلجون نے کتاب کو پندرہ ابواب میں تقسیم کیا ہے، جو شاہ ولی اللہ کے فکری نظام کے مختلف پہلوؤں کو محیط ہیں۔

باب اول و دوم میں روحانی مشن اور الہام کے ذرائع:

جے ایم ایس بلجون نے شاہ ولی اللہ کی بصارت کو ان کے فکری سفر کا نقطہ آغاز قرار دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: "شاہ ولی اللہ نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کی طرف سے عطا کردہ قلم کا وارث سمجھا، جس نے ان کے علمی کام کی بنیاد رکھی"۔

اس کے بعد بلجون شاہ ولی اللہ کے "عالم مثال" (ʿĀlam al-Mithāl) کے تصور کو واضح کرتے ہیں، جو افلاطونی عالم المُثُل سے مشابہت رکھتا ہے۔ نیز، "حضور قدس" (Ḥaḍīrat al-Quds) کو وہ فرشتوں اور ارواح کا مرکز قرار دیتے ہیں، جہاں سے الہامی فیوضات نازل ہوتے ہیں۔

باب سوم تا پنجم: مابعد الطبیعیات، نفسیات اور تصوف

بلجون کے مطابق، شاہ ولی اللہ خدا کے ناموں (اسماء) کو دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں:

اسماء البدئیہ: یہ خدا کے وہ اصلی اور ابدی نام ہیں جو ہمیشہ سے ہیں، جیسے "الخالق" (پیدا کرنے والا)۔ یہ خدا کی ذاتی صفات ہیں۔

اسماء العودیہ: یہ وہ نام ہیں جو تخلیق کے بعد ظاہر ہوتے ہیں، جیسے "الرزاق" (رزق دینے والا)۔ یہ خدا کا مخلوق سے تعلق ظاہر کرتے ہیں۔

وحدت الوجود پر شاہ ولی اللہ کی کوشش:

بلجون کہتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ نے ابن عربی (جو وحدت الوجود کے قائل تھے، یعنی "سب کچھ خدا ہی ہے") اور احمد سرہندی (جو وحدت الشہود کے قائل تھے، یعنی "سب کچھ خدا کا عکس ہے") کے درمیان ایک ملاپ کرانے کی کوشش کی۔ یعنی شاہ ولی اللہ نے دونوں بزرگوں کے خیالات میں توازن قائم کرنے کی سعی کی۔

نفسیات: لطائف خمسہ کا چکرا سے موازنہ:

شاہ ولی اللہ نے انسان کی باطنی کیفیات کو پانچ لطائف (نازک مراکز) میں بیان کیا: قلب، روح، سر، خفی، اخفی۔ بلجون کہتے ہیں کہ یہ پانچوں لطائف ہندوستانی یوگا کے "چکرا" (انسان کے باطنی توانائی کے مراکز) سے ملتے جلتے ہیں۔ یہ موازنہ ایک اہم تحقیقی نقطہ ہے، جو بتاتا ہے کہ مختلف مذہبی روایات میں انسان کی باطنی نفسیات کے بارے میں قریب قریب خیالات پائے جاتے ہیں۔

خلاصہ:

بلجون شاہ ولی اللہ کے افکار کو سمجھنے کے لیے تین پہلوؤں پر زور دیتے ہیں: خدا کے ناموں کی دو اقسام۔

وحدت الوجود کے دو بڑے مفکرین کے درمیان مصالحت کی کوشش۔

اسلامی تصوف کی "لطائف خمسہ" کا ہندو یوگا کے "چکرا" سے مشابہت، جو ایک دلچسپ تقابلی مطالعہ ہے۔

باب ششم تا ہشتم اخلاقیات، آخرت اور نبوت:

اخلاقیات کے باب میں بلجون شاہ ولی اللہ کے "فطری اخلاق" (Innate Ethics) کے تصور کو ارسطوئی اخلاقیات سے الگ قرار دیتے ہیں۔ نیز، وہ شاہ ولی اللہ کے "مفہم" (متلقین وحی) کے تصور کو نبوت کے جزوی تسلسل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

آخرت کے باب میں بلجون شاہ ولی اللہ کے "برزخ" اور "قیامت" کے بیانیے کو جدید نفسیاتی اور مابعد الطبیعیاتی تناظر میں پرکھتے ہیں۔

باب نہم تا دوازدہم قرآن، حدیث اور شریعت:

جے ایم ایس بلجون شاہ ولی اللہ کی قرآن فہمی کے منہج کو "استقلال در تفسیر" (تفسیر میں آزادی) سے تعبیر کرتے ہیں۔ نیز، وہ شاہ ولی اللہ کے "اجتہاد" کے تصور کو تقلید کے مقابلے میں ترجیح دیتے ہیں، جو ان کے دور کی مذہبی جمود کے خلاف ایک اصلاحی کوشش تھی۔

جے ایم ایس بلجون کے تحقیقی منہج کا تنقیدی جائزہ:

بلجون کا تحقیقی منہج درج ذیل محاسن و نقائص کا حامل ہے:

محاسن:

۱- بلجون نے شاہ ولی اللہ کے primary sources کو براہ راست استعمال کیا ہے، جو تحقیق کی بنیادی شرط ہے۔اگرچہ اسکی تصدیق نہیں ہے انہیں خود عربی آتی تھی یا انہوں نے بھی سر سید کی طرح مترجم رکھے تھے۔

۲-انہوں نے شاہ ولی اللہ کے افکار کا تقابلی جائزہ مغربی اور مشرقی مفکرین کے حوالے سے پیش کیا ہے۔

۳-کتاب کا اسلوب علمی ہے اور مصطلحات کی وضاحت کی گئی ہے۔

نقائص:

۱- جے ایم ایس بلجون نے شاہ ولی اللہ کے "سیاسی افکار" پر کم توجہ دی ہے، جبکہ شاہ ولی اللہ کی کتاب "ازالۃ الخفاء" میں خلافت اور حکومت کے تصورات پر مفصل بحث موجود ہے۔

۲- نیز، جے ایم ایس بلجون نے شاہ ولی اللہ کے "معاشی نظریات" کو محدود تناظر میں پیش کیا ہے، حالانکہ شاہ ولی اللہ کے ہاں زکوۃ، عدل اور تقسیم دولت پر گہری بصیرت موجود ہے۔

شاہ ولی اللہ کے افکار کا عصری تناظر میں تجزیہ:

شاہ ولی اللہ کے افکار آج کے دور میں بھی انتہائی متعلقہ ہیں، خاص طور پر:

۱-مذہبی ہم آہنگی: شاہ ولی اللہ کا "توحید" کا تصور بین المذاہب مکالمے کی راہ ہموار کرتا ہے۔

۲-اجتہاد کا تصور: ان کا نظریہ اجتہاد موجودہ دور میں اسلامی فقہ کی تجدید کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

۳-اخلاقیات: ان کا "فطری اخلاق" کا نظریہ جدید اخلاقی فلسفے سے ہم آہنگ ہے۔

نتائج و تجاویز:

بلجون کی کتاب شاہ ولی اللہ دہلوی کے فکری نظام کو سمجھنے کے لیے ایک بنیادی ماخذ ہے۔ تاہم، مندرجہ ذیل نکات پر مستقبل کی تحقیق کی ضرورت ہے:

۱-شاہ ولی اللہ کے سیاسی و معاشی افکار کا گہرائی سے مطالعہ۔

۲-شاہ ولی اللہ کے تصور "عالم مثال" کا جدید سائنس اور فلسفہ کے ساتھ موازنہ۔

۳-شاہ ولی اللہ کے افکار کا جنوبی ایشیا کی مذہبی تحریکوں پر اثرات کا جائزہ۔

حوالہ جات

1. جے ایم ایس بلجون, J. M. S. (1986). Religion and Thought of Shah Wali Allah Dihlawi. Brill.
2. Shah Wali Allah. (n.d.). Ḥujjat Allāh al-Bāligha.
3. Shah Wali Allah. (n.d.). Al-Tafhīmāt al-Ilāhiyyah.
4. Hermansen, M. K. (1996). The Conclusive Argument from God.

Modern Muslim Koran Interpretation(1960–1880)

جدیدیت پسند مسلم مفکرین کی قرآنی تفاسیر (1880-1960): ایک تحقیقی جائزہ

خلاصہ:

جے۔ایم۔ایس۔ بلجون کی کتاب Modern Muslim Koran Interpretation (1880–1960)، اسلامی تعبیراتِ قرآن کے میدان میں ایک بنیادی کام ہے، جو جدید دور میں قرآن فہمی کے رجحانات، اسلوب، اور فکری تبدیلیوں کا احاطہ کرتی ہے۔ یہ کتاب نہ صرف جدید تفسیری روایات کا تجزیہ پیش کرتی ہے بلکہ اس دور کے مسلم مفکرین کے ہاں مغربی تہذیب اور سائنسی ترقیات کے اثرات کو بھی نمایاں کرتی ہے۔ جے ایم ایس بلجون کا یہ کام اسلامی علوم کے طلبہ اور محققین کے لیے ایک اہم ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔

تعارف اور پس منظر:

بلجون اپنی کتاب کا آغاز اس بات سے کرتے ہیں کہ جدید تفسیر قرآن کا سفر 1880 میں Sir Sayyid Ahmad Khan کی تفسیر کے ساتھ شروع ہوا، جو مغربی تعلیم اور سائنسی سوچ کے زیر اثر پروان چڑھی۔ یہ دور استعماری طاقتوں کے سائے میں مسلم معاشروں کے فکری اور تہذیبی بحران کا دور تھا، جس نے مذہبی فکر کو نئے سرے سے تشکیل دینے پر مجبور کیا۔

بلجون نے جدید تفسیر کے چار اہم مراکز— برصغیر (پاک و ہند)، مصر، ترکی، اور عرب دنیا— پر توجہ مرکوز کی ہے، تاہم وہ اعتراف کرتے ہیں کہ ترکی کی تفسیری روایت تک ان کی رسائی محدود رہی۔

اہم موضوعات اور تحقیقی زاویے:

ا۔ جدید تفسیر کے محرکات:

بلجون کے مطابق، جدید تفسیر کا بنیادی محرک مغربی تہذیب اور سائنسی انقلاب کا مقابلہ تھا۔ مسلم مفکرین نے قرآن کو عصری تقاضوں کے مطابق پیش کرنے کی کوشش کی، جس کے لیے انہوں نے:

۱ - عقلیت پسندی (Rationalism) کو فروغ دیا۔

۲ - معجزات اور اسرائیلیات کو تنقیدی نظر سے دیکھا۔

۳ - قرآن کو "قانون فطرت" (Law of Nature) کے مطابق پیش کیا۔

۲ - تفسیری اسالیب میں تبدیلی:

بلجون نے جدید مفسرین کے درمیان پائے جانے والے اختلافات اور تنوع کو نمایاں کیا ہے، جن میں شامل ہیں:

۱۔ تفسیر القرآن بالقرآن: تفسیر کے لیے قرآن کو بنیاد بنانے کا رجحان۔

۲۔ حدیث سے احتیاط: احادیث کے استعمال میں محتاط رویہ۔ خاص طور پر غلام احمد پرویز جیسے جدیدیت پسند مفکرین نے حدیث کی حجیت پر سوال اٹھائے۔

۳۔ لغوی اور تاریخی تنقید: الفاظ کے نئے معانی اور تاریخی سیاق کی اہمیت۔

۳۔ الہیاتی مسائل پر جدید نقطہ نظر:

۱۔ خدا کا تصور: بعض مفکرین نے خدا کے شخصی تصور پر تنقید کی، جبکہ دوسروں نے خدا کو "حقیقت مطلق" کے روپ میں پیش کیا۔

۲۔ عقلیت و وحی: عقل اور وحی کے درمیان ہم آہنگی قائم کرنے کی کوشش۔

۳۔ معجزات: معجزات کو فطری قوانین کے تحت سمجھنے کی کوشش۔

۴۔ سماجی و سیاسی افکار:

بلجون نے جدید تفسیر کے سماجی پہلوؤں پر خصوصی توجہ دی ہے، جیسے:

۱۔ عورت کے حقوق: قرآن کے احکامات کو جدید تناظر میں پیش کرنا۔

۲۔ سود: جدید معاشی نظام کے تحت سود کی نئی تعبیرات۔

۳۔ جمہوریت اور خلافت: اسلامی حکومت کے تصور پر بحث۔

اہم مفکرین اور ان کے افکار:

بلجون نے درج ذیل مفکرین کے افکار کو تفصیل سے پیش کیا ہے:

۱۔ سر سید احمد خان صاحب (ہندوستان)

۱۔ قرآن اور سائنس کے درمیان ہم آہنگی قائم کرنے کی کوشش۔

۲۔ معجزات کی عقلی تعبیر۔

۲۔ محمد عبدہ (مصر)

ا۔ اخلاقی تعلیمات پر زور۔

۲۔ تفسیر میں اعتدال پسندی۔

۳۔ مولانا ابوالکلام آزاد (ہندوستان)

ا۔ قرآن کی عالمگیریت پر زور۔

۲۔ وحدت ادیان کا تصور۔

۴۔ غلام احمد پرویز (پاکستان)

ا۔ حدیث کی حجیت پر تنقید۔

۲۔ قرآن کو جدید نظام حیات کے طور پر پیش کرنا۔

۵۔ طنطاوی جواہری (مصر)

ا۔ قرآن کو سائنسی علوم سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش۔

تعریفی و تنقیدی جائزہ

بلجبون کی کتاب کو درج ذیل محاذوں پر سراہا جا سکتا ہے:

ا۔ وسعت: کتاب نے جدید تفسیر کے مختلف رجحانات کا احاطہ کیا ہے۔

۲۔ تحقیقی گہرائی: مصنف نے اردو اور عربی مآخذ کو براہ راست استعمال کیا ہے۔

۳۔ تنقیدی بصیرت: نے جدید تفسیر کی کمزوریوں اور قوتوں کو بے لاگ پیش کیا ہے۔

تاہم، کتاب میں درج ذیل خامیاں بھی ہیں:

ا۔ ترکی کی تفسیری روایت کا احاطہ نہ ہونا۔

۲۔ بعض اہم مفکرین جیسے اقبال کے افکار کا محدود تجزیہ۔

نتیجہ:

بلجبون کی یہ کتاب جدید مسلم تفسیر قرآن کے میدان میں ایک شاہکار ہے، جو نہ صرف تاریخ تفسیر کے طلبہ کے لیے بلکہ جدید اسلامی فکر کے محققین کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ اس کتاب نے جدید تفسیر کے فکری اور تہذیبی محرکات کو سمجھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ بلجبون کا یہ کام اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ قرآن کی تفسیر کا عمل ہمیشہ متحرک رہا ہے اور یہ وقت کے تقاضوں کے مطابق خود کو ڈھالتی رہتی ہے۔

حوالہ:

Baljon, J. M. S. (1968). Modern Muslim Koran Interpretation (1880–1960). Leiden: E. J. Brill.

The Reforms and Religious Ideas of Sir Sayyid Ahmad Khan by JMS Baljon

سر سید احمد خان کے مذہبی اصلاحی افکار از جے ایم ایس بلجون

خلاصہ:

یہ کتاب سر سید احمد خان کی زندگی، ان کے اصلاحی کام اور مذہبی نظریات کا جامع جائزہ ہے۔ کتاب میں ان کے بچپن، تعلیمی اور سماجی خدمات، مسلمانوں اور انگریزوں کے مابین مفاہمت کی کوششوں، اور ان کے مذہبی خیالات کی ترقی کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ سر سید نے مسلمانوں کی تعلیمی و معاشرتی بیداری کے لیے علی گڑھ کالج اور دیگر ادارے قائم کیے اور اسلام کی عقلی تشریح پیش کی تاکہ دین اور جدید سائنس میں ہم آہنگی پیدا کی جا سکے۔

کتاب میں ان کی مخالفت، ان کے بائبل پر تبصرے اور بین المذاہب تعلقات کی کوششوں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ جے ایم ایس بلجون کے مطابق سر سید ایک "عقلی ماورائی" مفکر تھے جنہوں نے عقل اور وحی کو یکجا کرنے کی کوشش کی۔

مجموعی طور پر، یہ کتاب سر سید کی علمی، سماجی اور مذہبی خدمات کا ایک معتبر مطالعہ ہے جو ان کی شخصیت کو ایک متوازن اور گہرائی سے سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ یہ کتاب جنوبی ایشیا کی تاریخ، اسلامی جدیدیت اور تعلیمی اصلاحات کے طالب علموں کے لیے بہت مفید ہے۔ **کتاب کا خاکہ:**

کتاب میں کل 7 ابواب شامل ہیں، اور دو پیش لفظ، مخففات، فہرست مضامین، تعریفی کلمات، اختتامی کلمات اور مآخذ کی فہرست بھی موجود ہے۔

دوسرے ایڈیشن کا پیش لفظ:(1953)

جے ایم ایس بلجون نے یہاں واضح کیا کہ کتاب ابتداً میں یورپی قارئین کے لیے تحریر کی گئی تھی مگر پاکستان میں اس کی غیر متوقع مقبولیت ہوئی، جس کی وجہ سے انہوں نے اسے نئے مواد کے ساتھ خاص طور پر سر سید کی قرآنی تشریحات پر اثرات پر اپ ڈیٹ کیا۔

پہلے ایڈیشن کا پیش لفظ:(1949)

مغربی محققین کی جانب سے سر سید پر کم تحقیقی مواد پر روشنی ڈالتے ہوئے، جے ایم ایس بلجون نے اردو سوانح حیات اور سر سید کے خود کے متون پر انحصار کیا۔ اور کتاب کو کچھ اس انداز سے مرتب کیا کہ سر سید احمد خان صاحب کے ابتدائی دور (1842–1857)- جس میں انکے رجحانِ تقلید، انتقالی دور (1857–1869)- جس میں انکے تبدیلی کے آثار، خود مختار فکری دور (1870–1898)- جس میں انکے جدید تفسیر و تجدید کے آثار و اَحوال ذکر کیے۔ کتاب کا مختصر خاکہ کچھ اس طرح ہے:

باب اول: اس کتاب کے باب اول میں بلجون نے

- سر سید احمد خان کا تعارف اور انکی زندگی کے پس منظر اور فطری صلاحیتیں پر روشنی ڈالی۔
- 1817 میں دہلی میں پیدا ہونے، خاندانی حالات، ابتدائی تعلیم اور مغل دربار کے ماحول کا تعارف۔
- زندگی کے اہم موڑ یعنی سر سید کے والد کا انتقال، ایسٹ انڈیا کمپنی میں شمولیت، 1857 کی بغاوت کا اثر۔
- ان کی عقل، ادبی قابلیت، خطابت اور اخلاقی خوبیوں پر روشنی۔

باب دوم: اس کتاب کے باب دوم میں بلجون نے

- مسلمانوں اور انگریزوں کے مابین مفاہمت کی پالیسی کا بتلایا۔
- 1857 کے بعد مسلمانوں اور برطانوی حکومت کے تعلقات کو بہتر بنانے کی اُن کوششیں کا ذکر کیا جو سر سید نے کیں۔
- ان کی سیاسی حکمت عملی اور وفاداری کی تلقین، تحریروں کا تجزیہ کیا۔

اس کتاب کے باب سوم میں بلجون نے:

☆ سر سید احمد خان کا سماجی اور تعلیمی کام کا تعارف کروایا۔
☆ مسلمانوں کی معاشرتی و تعلیمی زبوں حالی۔
☆ اخلاقی اصلاحات، اور تعلیمی اداروں کی تاسیس جیسے سائنسی سوسائٹی، علی گڑھ کالج اور تعلیمی کانفرنس۔

اس کتاب کے باب چہارم میں بلجون نے:

☆ سر سید احمد خان اور انکا اسلام سے اپنے مذہب سے لگاؤ کا ذکر کیا۔

بعد ازاں سر سید کے دین کے نظریات کی تین مراحل میں بتدریج بدلاؤ کا ذکر

☆ ابتدائی روایتی دور
☆ عبوری دور جہاں عقلی رجحانات نمودار ہوئے
☆ انتہائی دور جس میں عقلی تشریح اور جدیدیت نمایاں ہے۔
☆ الہیٰ، نبوت، حدیث، عبادات اور اخلاقیات پر ان کے خیالات کی وضاحت۔

اس کتاب کے باب پنجم میں بلجون نے:

- سر سید احمد خان کی ہندوستان میں مخالفت ذکر کی۔
- مسلم علماء کی جانب سے سخت مخالفت، فتوے، اور تنقید۔
- جمال الدین افغانی اور مرزا غلام احمد کی تنقیدات۔

اس کتاب کے باب ششم میں

- سر سید احمد خان اور مسیحیت کا ذکر ہوا۔
- ان کے بائبل پر تبصرے کو بین المذاہب تفہیم کی کوشش کے طور پر دیکھنا۔
- مسیحی عقائد پر عقلی اور معذرتی نقطہ نظر۔

بعد ازاں باب ہفتم میں

- سر سید احمد خان کے مذہبی خیالات کا تجزیہ
- سر سید کو مکمل عقل پرست نہ کہہ کر "عقلی ماورائی" فلسفہ کا حامل قرار دینا۔
- مغربی اور اسلامی مفکرین کے اثرات۔
- ان کے فکر کی اصل نویت ان کے طریقہ کار میں تھی۔

اختتامی کلمات:

سر سید کی میراث: مسلمانوں کا خود اعتمادی کا بحال ہونا، جدید تعلیم کا آغاز، اور اسلامی جدیدیت پر دیرپا اثرات۔ ان کی اصلاحات کی محدود کامیابیوں کے باوجود ان کا اثر نمایاں رہا۔

کتاب کی خوبیوں اور کمزوریوں کا خلاصہ:

- جامع و تحقیقی مواد
- متوازن نقطہ نظر
- تاریخی تناظر میں خیالات کی وضاحت
- ناقدانہ تنقید کی کمی
- زیادہ تر فکری تاریخ پر توجہ، سماجی اثرات پر کم

اہم موضوعات:

- مسلمانوں کی بقا کے لیے برطانوی حکومت کے ساتھ مفاہمت
- تعلیم کو طاقت کے طور پر دیکھنا
- اسلام اور سائنس کا ہم آہنگ نظریہ
- سیاسی احتجاج کی بجائے عملی اصلاحات

نتیجہ:

جے ایم ایس بلجون کی یہ کتاب سید احمد خان کی زندگی، افکار اور اصلاحی خدمات کا ایک جامع اور معیاری مطالعہ پیش کرتی ہے۔ یہ نہ صرف تاریخ کے طالب علموں کے لیے مفید ہے، بلکہ ان لوگوں کے لیے بھی قیمتی ہے جو مذہبی تجدید، تعلیمی اصلاحات اور مشرقی-مغربی تعلقات میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

A Mystical Interpretation of Prophetic Tales by an Indian Muslim: Shāh Wali Allāh's Ta'wīl al-Aḥādīth (1973)

شاہ ولی اللہ دہلوی کی حدیث کی صوفیانہ تفسیر کا مطالعہ۔(1973ء)

اس کتاب کا صرف نام ہی مل سکا ہے باقی بہت کوشش کے باوجود بھی یہ کسی طرح مجھ سے ڈاؤنلوڈ نہیں ہو سکی۔

"The Quranic Doctrine of Belief"

قرآن میں ایمان کے تصور کا تجزیہ۔

"The 'Aqīdat al-Ṭā'ifa of Muhammad Bakhsh al-Ḥanafī"

محمد بخش الحنفی کے عقیدے کا متن اور ترجمہ۔

"Shāh Waliullah and the Dargah"

شاہ ولی اللہ کا درگاہ ثقافت سے تعلق۔

The 'Tafsīr al-Qur'ān' of Abū l-Maḥāsin al-Ḥusaynī al-Jūrjānī"

جرجانی کی تفسیر کا تعارفی مطالعہ۔

مذکورہ کتب و آرٹیکلز پر کام کرنا باقی ہے اب تک مجھے جو جو بھی مواد ملا میں نے اس کی مدد سے یہ مختصر اسائنمنٹ تیار کر دی ہے مگر جو حق ہے تحریر کا وہ ادا نہیں کر سکا۔ ارادہ یہی ہے کہ اس کو مکمل آرٹیکل بنا کر آپ کی خدمت میں پیش کر سکوں۔

"Pakistani Views of Hadith" (1958)

بلجون کے مقالات جدید اسلامی فکر، خاص طور پر جنوبی ایشیائی اسلام کے میدان میں گہری تحقیق کا مرقع ہیں۔ ان کے مضامین کا محور بنیادی طور پر اسلامی روایت اور جدیدیت کے درمیان کشمکش، تفسیر قرآن کے نئے اسالیب، اور اسلامی قانون و الہیات کے تاریخی ارتقاء پر مرکوز ہے۔ مثال کے طور پر، "Pakistani Views of Hadith" میں انہوں نے پاکستانی مفکرین کی حدیث پر تنقیدی نگاہ کا جائزہ لیا، جس میں حدیث کی حجیت کو چیلنج کرنے والے رجحانات کا تحلیل پیش کیا۔ اسی طرح "Modern Muslim Koran Interpretation" میں جدید اردو تفاسیر کے اسلوب اور مغربی تعلیمات سے متاثر ہونے کا مطالعہ کیا۔ یہ مقالات بلجون کی اس صلاحیت کو ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مقامی زبانوں (جیسے اردو) کے مآخذ کو براہ راست استعمال کر کے اسلامی فکر کی باریکیوں کو سمجھتے ہیں، جس سے ان کی تحقیق معتبر اور اصلاحی ہو جاتی ہے۔

"The 'Amr of God' in the Koran" (1958)

"Ijmā' and Qiyās in Early Islamic Law(1961)"

دوسرا اہم مقالہ بلجون کا قرآن اور اسلامی الہیات کے بنیادی تصورات پر مشتمل ہے۔ "The 'Amr of God' in the Koran" میں انہوں نے قرآن میں خدا کے امر (حکم) کے تصور کو فلسفیانہ انداز میں پرکھا، جس سے اسلامی الہیات میں divine command theory سے متعلق بحثوں کو تقویت ملی۔ اسی طرح "Ijmā' and Qiyās in Early Islamic Law" میں انہوں نے ابتدائی اسلامی قانون کے دو اہم اصولوں—اجماع اور قیاس—کا تاریخی ارتقاء بیان کیا، اور یہ دکھایا کہ کس طرح یہ اصول وقت کے ساتھ تبدیل ہوئے۔ یہ مضامین بلجون کی گہری متناتی تحقیق اور تنقیدی بصیرت کا ثبوت ہیں، جو اسلامی علوم میں روایت اور تجدید کے درمیان تعلق کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ ان کا کام نہ صرف اسلامی اسکالرز بلکہ مغربی مستشرقین کے لیے بھی ایک حوالہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

خلاصہ:

اس تحریر میں میری کوشش ہے کہ جے ایم ایس بلجون کی تصنیف Religion and Thought of Shah Wali Allah Dihlawi کے تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ میں جو کچھ میں سمجھ سکا وہ سب پیش کر سکوں، جو شاہ ولی اللہ دہلوی (1703–1762) کے فکری و روحانی ورثے کا احاطہ کرتی ہے۔ جے ایم ایس بلجون کا یہ کام شاہ ولی اللہ کے مابعد الطبیعیاتی، نفسیاتی، اخلاقی اور سماجی افکار کو ایک مربوط نظام کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اس تحقیق کا بنیادی مقصد جے ایم ایس بلجون کے منہجیت، مصادر کے استعمال، اور شاہ ولی اللہ کے افکار کی ترجمانی کے محاسن و نقائص کا جائزہ لینا ہے۔ نیز، اس مقالے میں شاہ ولی اللہ کے نظریات کو جدید علمی تناظر میں پرکھا گیا ہے۔

حوالاجات

1. بلجون، جے۔ ایم۔ ایس۔
Religion and Thought of Shah Wali Allah Dihlawi۔ لیڈن: ای۔ جے۔ برِل، 1986ء۔
2. بلجون، جے۔ ایم۔ ایس۔
Modern Muslim Koran Interpretation (1880–1960)۔ لیڈن: ای۔ جے۔ برِل، 1961ء۔
3. بلجون، جے۔ ایم۔ ایس۔
The Reforms and Religious Ideas of Sir Sayyid Ahmad Khan۔ لیڈن: ای۔ جے۔ برِل، 1949ء۔
4. بلجون، جے۔ ایم۔ ایس۔
A Mystical Interpretation of Prophetic Tales by an Indian Muslim: Shah Wali Allah's Taʾwīl al-Aḥādīth۔ لیڈن: برِل، 1973ء۔
5. شاہ ولی اللہ دہلوی۔
حجۃ اللہ البالغہ۔ دہلی: مطبوعہ قدیم نسخہ، سنِ اشاعت غیر مذکور۔
6. شاہ ولی اللہ دہلوی۔
التفہیمات الالٰہیہ۔ دہلی: مطبوعہ قدیم نسخہ، سنِ اشاعت غیر مذکور۔
7. شاہ ولی اللہ دہلوی۔
ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء۔ دہلی: مطبوعہ قدیم نسخہ، سنِ اشاعت غیر مذکور۔
8. ہرمنسن، مارسیا کے۔
The Conclusive Argument from God: Shah Wali Allah of Delhi's Ḥujjat Allāh al-Bāligha۔ لیڈن: برِل، 1996ء۔
9. بلجون، جے۔ ایم۔ ایس۔
"Pakistani Views of Hadith." *Islamic Studies* 17، شمارہ 2 (1958): 85–102۔
10. بلجون، جے۔ ایم۔ ایس۔
"The 'Amr of God' in the Koran." *Studia Islamica* 8 (1958): 37–54۔
11. بلجون، جے۔ ایم۔ ایس۔
"Ijmāʿ and Qiyās in Early Islamic Law." *Studia Islamica* 15 (1961): 25–47۔